

سپ سے طرح کریں

Downloaded From
paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

”مامار رئیسہ آنٹی آئی ہیں۔“
 ”اچھا اچھا لاؤنج میں بٹھاؤ میں آتی ہوں۔“ وہ
 ناگواری سے بولیں۔ صفیہ کی بات ابھی پوری بھی نہ
 ہوئی تھی کہ رئیسہ بیڈروم میں ہی پہنچ گئی۔
 ”ارے بس کیا بتاؤں!“ رئیسہ نے فوراً ہسٹیا
 جوڑا اس کے ہسٹیا جوڑنے پر صفیہ جربز
 ہوئیں۔ ”یہاں تک کا راستہ کیسے طے کیا بس ہول
 اٹھ رہے تھے کہ کس طرح یہ بات تمہارے گوش گزار
 کروں تاکہ بروقت اس کا توڑ ہو۔ سلام نہ دعا آتے ہی
 اپنی کارکردگی جتائی۔“

”ہوا کیا!“ صفیہ دہل کر بولیں وہ تو ویسے ہی پریشان
 تھیں منافع کی رقم کا انتظام نہ ہو سکا تھا۔ ”رئیسہ
 پیسوں کا انتظام تو نہیں ہو سکا۔ کیا حمید بھائی گھر آ رہے
 ہیں پیسے لینے؟“

”نہیں اس سے بھی ”بڑی“ بس کیا بتاؤں۔ میں
 آج علیحدہ کے گھر چلی گئی باہر خوب اچھا رنگ روغن
 ہوا دیکھا تو اندر چلی گئی تو وہاں تو دنیا ہی بدلی ہوئی تھی۔ ہر
 کمرہ نئے فرنیچر سے سجا ہوا نئے پردے نیا رنگ و
 روغن اور تو اور پچھواڑے گائے بھی بندھی ہوئی تھی
 ایسی خوب صورت سفید رنگ کی ایسی بڑی بڑی
 آنکھیں بندھ دو گھڑی دکھتا رہے۔“ رئیسہ نے گائے
 کی خوب صورتی کا نقشہ ایسے کھینچا جسے کسی حسین
 لڑکی کی بات ہو رہی ہو۔ ”چار بکرے بھی آئے ہیں اور
 وہ بھی ایسے خوب صورت اونچے اور ٹکڑے۔ ہر ایک
 واہ واہ کر رہا ہے اور ہاں دعوت بھی کریں گی سب رشتہ
 داروں کی کہہ رہی تھیں اس دفعہ تو دو دعوتیں ہوں گی
 ایک بارہی کیو کی دعوت ہوگی شان دار سی ظاہر ہے
 پوری گائے ہے۔“

صرف گائے دیکھ کر دو دعوتیں خود سے فرض کر لیں
 یعنی ”پر کا کو ابنا لیا۔ صفیہ بیگم کا ضبط جواب دے گیا۔
 یہ افتاد واقعی زیادہ بڑی تھی بہت اس کے سود خور
 پٹھان ان کے گھر آ کر ذلیل کرے۔“

”دو دعوتوں کا بھی انہوں نے خود ہی بتایا ہے؟“
 ایک موہوم سی امید پر صفیہ نے پوچھا شاید دعوت نہ

ہو رہی ہو رئیسہ نے اندازے سے بتایا ہو۔
 ”ارے نہیں دعوت تو پکی ہے میں نے یہ تک تو
 معلوم کر لیا دعوت میں کیا کیا کے گا۔ زرگسی کو فٹے“
 ایرانی کو فٹے پلاؤ کباب دم کا قیمہ کھیر شاہی ٹکڑے
 اور جانے کیا کیا۔“ رئیسہ نے اپنے پسندیدہ کھانوں کی
 فہرست بتائی۔ عید کے اگلے دن بارہی کیو ہے اور
 تیسرے دن بڑی دعوت مجھے کہہ رہی تھیں تم بھی
 آنا۔ دعوتوں کے لیے سوٹ سی رہی تھیں تین تین
 سوٹ بنائے ہیں بیٹی کے اور اپنے۔“

خوب اچھا سا گھر گائے کی قربانی شان دار دعوتیں
 اس عید پر تو ہر طرف علیحدہ ہی علیحدہ ہوگی۔ صفیہ بیگم
 تو یہ سوچ کر ہی تڑپ گئیں انہیں علیحدہ کی تعریف
 کہاں برداشت۔ اسے نچا دکھاتے دکھاتے وہ خود سود کی
 دلدل میں اترتی چلی گئیں صفیہ بیگم پر غشی طاری
 ہونے لگی۔ ”جلدی سے جوس لاؤ بیٹی تمہاری ماں
 شاید بے ہوش ہو گئی ہیں۔ اور میرے کیسے بھی لانا۔“
 ”ماما۔ بابا۔“ فضہ ماں کو بے قراری سے آوازیں
 دے رہی تھی لیکن وہ کہاں سن رہی تھیں انہیں تو ہر
 طرف علیحدہ کی تعریفیں سنائی دے رہی تھیں اور دل
 تھا کہ اتھاہ گھرائیوں میں ڈوبا جا رہا تھا۔

”بیگم صاحبہ ہوش کریں۔“ لمحہ بھر کو تو رئیسہ بھی
 گھبرا گئی۔ ”میرے ہوتے ہوئے کیسی پریشانی۔ آپ
 کے گھر چار بکرے آئیں گے علیحدہ سے اچھی گائے
 آئے گی علیحدہ کی دعوت سے زیادہ شان دار دعوت
 ہوگی۔ آپ کے اور آپ کی بیٹیوں کے کپڑے علیحدہ
 اور اس کی بیٹی سے زیادہ اچھے ہوں گے۔
 ”کیسے“ صفیہ کی نجیف سی آواز آئی۔

”رئیسہ کے ہوتے ہوئے پریشانی۔ وہ رئیسہ ہی کیا
 جس کے پاس کسی مسئلہ کا حل نہ ہو اور کسی مشکل کا
 توڑ نہ ہو۔“ رئیسہ نے کسی اشتہاری عامل بابا کے انداز
 میں دعوا کیا ارے علیحدہ تو منہ دیکھتی رہ جائے گی ہر
 طرف صفیہ بیگم کی واہ واہ ہوگی۔

”ان شاء اللہ“ رئیسہ نے اپنی وفاداری کا بھرپور
 یقین دلایا اس یقین دہانی پر صفیہ کا گھرائیوں میں ڈوبنا

”فضہ کھانے میں کتنی دیر ہے؟“
 ”ماما سالن بھون رہی ہوں۔ روٹی ڈال کر بھنا ہوا ہی
 لے آؤ اور جلدی سے کچھ میٹھا بنا لو، اپنی خالہ کے
 لیے۔“ صفیہ بیگم نے اپنائیت کے سارے ریکارڈ توڑ
 ڈالے۔ اس اپنائیت پر رئیسہ تو جھوم ہی گئی۔

”آج حمید بھائی کی طرف بھی جانا ہے دو بیس بد لنی
 پڑتی ہیں راستہ بھی ڈھائی گھنٹے کا ہے اب دن ہی کتنے رہ
 گئے ہیں پھر سب انتظام بھی کرنا ہے رنگ و روغن تو
 خاصا قیم (ٹائم) لیتا ہے۔ حمید بھائی کے پاس بھی بعض
 دفعہ اتنے پیسے نہیں ہوتے وہ بھی انتظام کریں گے
 ایک دو دن پہلے کمنا پڑتا ہے۔“ رئیسہ نے بھاؤ برمھایا۔
 ”ہاں یہ تو ہے۔“ صفیہ نے تائید کی، رئیسہ خوب
 اچھی سی دعوت اڑا کر دو گھنٹے کی نیند اور ٹیکسی کا کرایہ
 لے کر نکلی، دل دہی دل میں صفیہ بیگم کی شکر گزار کہ
 ان کی ایک لاکھ کی کمیٹی ٹھکانے لگی، جو انہوں نے
 صفیہ سے ملنے والے منافع سے ڈالی ہوئی تھی باقی رقم
 سے ان کے بیٹے اور بیٹی کی کالج کی فیس جاتی تھی ابھی
 کمیٹی کے ایک لاکھ باقی تھے کسی اور کو بے وقوف
 بنانے کے لیے کل کے دن کا انتخاب کیا۔

یہ پتا نہیں تھا کہ اس دفعہ وہ خود بے وقوف بن
 جائے گی اس کے جوڑ توڑ کا کہیں اور توڑ ہو رہا ہے۔
 قاسم صاحب نے سب کچھ سن لیا تھا۔ جب وہ دونوں
 بے فکری سے محو گفتگو تھیں۔

قاسم صاحب ایک بھی لفظ کہے بغیر واپس ہوئے
 بڑی بیٹی فضہ کو شریک راز کیا اور کہا۔

”جب یہ رئیسہ جانے لگے تو مجھے بلا لیتا اور آپ
 میرے سامنے ان سے کہنا کہ ”آج کے بعد اگر آپ
 نے ماما کو کوئی روپیہ پسایا تو آپ کے لیے بہت برا ہوگا
 بابا کس حد تک جاسکتے ہیں آپ کو اس کا اندازہ بھی
 نہیں ہوگا اور آپ یہ بات ماما کو نہیں بتائیں گی کہ بابا کو
 سب پتا چل گیا ہے۔“

انہیں شدید غصے کے ساتھ ساتھ صفیہ کی کم عقلی
 پر حیرت بھی تھی کہ وہ مقابلے بازی میں اس انتہا تک
 چلی جائیں گی کہ سود کی دلدل میں اتر جائیں گی۔ انہیں

اب ایک ہی تال پر رقص کر رہا تھا۔ ”واہ واہ واہ“ دل
 سے نکلی مسکراہٹ لبوں تک آئی تھوڑی دیر کے بعد وہ
 اٹھ کر بیٹھ گئیں۔ رئیسہ کی تسلی جو س سے کہیں بڑھ
 کر تھی۔ رئیسہ کو اپنی جلد بازی پر افسوس ہوا ایک
 جوس کا گلاس گیا۔ خیر اس سے بڑے فائدے منتظر
 تھے۔

”ہاں تو رئیسہ تم کیا کہہ رہی تھیں کیسے ہو گا یہ
 سب۔“

ارے میری بہنا۔ چھری تلے دم تو لو۔“ رئیسہ تو
 تھوڑا اور پھیلی۔ صفیہ بیگم کے تو سر سے لگی، تلووں پر
 بجھی۔ بمشکل اپنے آپ کو ٹھنڈا کیا مطلب کے لیے تو
 گدھے کو بھی باپ بنانا پڑتا ہے یہاں تو معاملہ بہن
 تک ہی تھا وہ بھی حیوان کی نہیں انسان کی سو مسکرا کر
 چپ ہو رہیں۔

”بھئی پہلے کھانا کھاؤں گی پھر بتاؤں گی۔ چلو بیٹی جاؤ
 ماما اب بالکل ٹھیک ہیں۔ تم جلدی سے کھانا بناؤ مجھے
 بہت بھوک لگی ہے۔“ رئیسہ نے اپنائیت کی حد
 کر دی۔

”جاؤ فضہ کھانا بنا لو۔“ ماں کا اشارہ پا کر فضہ کچن کی
 طرف چلی آئی۔ کھانے کی طرف سے بے فکری ہوئی
 سو رئیسہ نے بتایا۔

”میں نے سوچا ہے کہ حمید بھائی (خان کا نام) سے
 کسی اور کے نام سے ایک لاکھ روپے لے لیتے ہیں
 جس میں سے آپ دو ماہ کا منافع وے کر اور اگلے دو ماہ کا
 رکھ کر بے فکری سے سب انتظام کرو۔“ رئیسہ نے
 اپنی کارکردگی پر داد چاہی۔ صفیہ کی طرف سے داد نہ
 ملنے پر تھوڑی مایوسی سی ہوئی۔

”اور اس ایک لاکھ پر منافع کتنا بنا پڑے گا۔“
 ”خود ہی حساب لگا لو۔“ رئیسہ نے شان بے نیازی
 سے فرمایا۔ صفیہ کے شوہر قاسم صاحب اور دونوں بیٹے
 آفس گئے ہوئے تھے اور چھوٹی بیٹی حفصہ اسکول، سو
 دونوں بے فکری سے باتیں کر رہی تھیں۔

”ارے بہن اے سی تو چلاؤ اتنی گرمی میں اے سی
 بند کر کے بیٹھی ہوئی ہیں۔ ذرا کمر تو سیدھی کر لوں۔“

ہوئے۔
”یہ بتائیں کہ آپ کیا کیا کرنا چاہتی ہیں۔“ انہوں نے اپنی مسکراہٹ سے صفیہ کو حوصلہ دیا۔

”وہ میں چاہتی ہوں کہ وائٹ واش کے علاوہ سب کو ایک دن بارہی کیو پر بلا لیں اور ایک دن شان دار سی دعوت علیحدہ سے کر دیں۔“

”وہ بھی ہو جائے گی۔“ وہ زیر لب مسکرا کر بولے۔ عید تہوار کے موقع پر اپنے قریبی رشتہ داروں کی ایک اچھی سی دعوت مدت سے ان کا بھی ارمان تھی والد والدہ کے بعد عید بقر عید پر ہونے والی دعوتیں خواب و خیال ہو گئی تھیں۔ ویسے قاسم صاحب بھائی بہنوں کا بہت خیال رکھنے والے بھائی تھے۔ عید تہوار پر بہنوں اور بھائی کے بچوں کو قیمتی تحائف سے نوازتے عیدی الگ ہوتی تھی وہ اپنے بھائی بہنوں کے لیے ایک شفیق باپ کی طرح تھے محبت اور خیال میں ان کے بھائی بہن بھی پیچھے نہیں تھے۔ وہ سب بھی قاسم صاحب کو باپ کی سی عزت دیتے تھے۔



پندرہ دن کے اندر اندر گھر کی کلیا پلٹ گئی۔ خوب صورت رنگوں سے سجے دروازے چمکتے فرش، خوب صورت فرنیچر سے آراستہ کمرے گھر کی خوب صورتی نے کمینوں کے مزاجوں پر بھی اچھا اثر ڈالا۔ سب سے زیادہ خوش گوار موڈ صفیہ بیگم کا ہی تھا؟ انہیں تو اس سب پر خواب کا سا گمان ہو رہا تھا۔ قاسم صاحب نے بہت کر لیا تھا اب کچھ کر دکھانے کی باری صفیہ کی تھی، لیکن رئیسہ تھی کہ ہاتھ آکر نہ دے رہی تھی۔ فون کرنے پر فون نہ اٹھاتی، گھر جانے پر گھر نہ ملتی۔ بقر عید میں تین دن رہ گئے تھے ایک دن وہ صبح صبح رئیسہ کے گھر گئیں وہ بڑی رکھائی سے ملی کہنے لگی۔

”حمید بھائی یہاں سے جا رہے ہیں انہیں اپنے دو لاکھ واپس چاہئیں بڑی مشکل سے میں نے آپ کے لیے ایک ماہ کی مہلت لی ہے ایک ماہ کے اندر اندر مجھے دو لاکھ منافع کے ساتھ ادا کر دیں، نہیں تو میں حمید بھائی

صفیہ کا بات بات پر جھنجھلا نا اور طبیعت کا بہت زیادہ خراب رہنا سب یاد آ رہا تھا۔ انہیں صفیہ پر غصے سے زیادہ ترس آ رہا تھا اور اپنے آپ پر غصہ کہ وہ کیسے غافل ہو گئے۔ وہ گھر چلانے کے لیے چالیس ہزار دے کر فارغ ہو جاتے تھے اور صفیہ بیس ہزار کی رقم صرف سود میں دے رہی تھیں سود جو دینا بھی حرام اور لینا بھی حرام۔ یہ دینے کی صورت میں رقم سود در سود بڑھتی ہی جا رہی تھی اس سب میں ان کا بھی قصور تھا کسی حد تک انہوں نے صفیہ کی مقابلہ بازی کو ہوا دی ہے شک گھر کی بہتری کے لیے ہی سہی۔ اب انہیں ہی اس کا ازالہ کرنا تھا ”نرمی“ سے ” سختی“ سے۔



رئیسہ کے جانے کے ایک ڈیڑھ گھنٹے بعد صفیہ کمرے سے باہر آئیں چھوٹی بیٹی حفصہ سے پوچھا۔
”آپ کے بابا نہیں آئے ابھی تک۔“
آگے تھے کھانا کھا کر سو گئے۔ اچھا انہیں اطمینان

ہوا۔

”کب سوئے تھے۔“

”دو ڈھائی گھنٹے ہو گئے۔ تم چائے بناؤ ساتھ کباب بھی تل لیتا میں انہیں اٹھاتی ہوں۔“ چائے پینے کے دوران انہوں نے تمہید باندھی قاسم صاحب خود منتظر تھے کہ وہ بات کریں۔

”سعید آرہی ہے گھر میں وائٹ واش کروا دیجیے اور فرنیچر۔“ قاسم صاحب نے تلخی سے بات کالی۔

”ایک ہی دفعہ سب فرمائشیں بتا دو جو پوری کر سکا ضرور کروں گا باقی پھر کبھی سہی۔“

”ویسے تو سارے کام ہی ضروری ہیں۔۔۔“ وہ کہہ کر ذرا رکیں۔ قاسم صاحب سے بہر حال وہ ڈرتی تھیں کبھی کبھی ہی کسی ضد پر اڑتی تھیں۔ خود کی کوئی ضد تھی نہ خواہش، ہر کام دوسرے کی دیکھا دیکھی میں کرنے کی شوقین تھیں۔ جیسا دوسرے نے کیا ہے اس سے بڑھ کر یا اس سے بہتر۔ بہتر نہیں بلکہ بہتر۔۔۔ ”یہ۔۔۔ وہ چھوڑیے۔“ قاسم صاحب مسکرا کر گویا

کو آپ کے گھر کا پتا دے دوں گی پھر آپ جانیں اور وہ جانیں۔“ رئیسہ نے بے اعتنائی کی حد کر دی۔ صفیہ کے سر پر تو گویا آسمان ٹوٹ پڑا علیہہ سے اچھی لگائے لانے کا خواب ادھورا رہ گیا اب ان کی آخری امید قاسم صاحب تھے۔ وہ حسب معمول دو بکرے لے آئے تھے۔

”قاسم صاحب اس دفعہ میں ہم چار بکرے اور گائے کی قربانی کریں گے۔ ماشاء اللہ ہاشم اور حارث دونوں برسر روزگار دونوں پر قربانی واجب ہے۔ ہاشم تو چار سال سے کمار ہا ہے میں نے دو تین بار اس طرف توجہ دلائی آپ نے دوسرے اخراجات کے روئے ڈال دیے۔ حارث تو ابھی دو تین ماہ سے ہی کمار ہا ہے تو آپ کو شرع یاد آگئی۔

”آپ نے ہاشم کا فوراً ہی فلیٹ بک کروا دیا تھا ساری تنخواہ وہاں چلی جاتی تھی۔“
”خیر ساری تنخواہ تو نہیں چلی جاتی تھی قربانی ہو سکتی تھی اور فلیٹ میں نے بچوں کی آسانی کے لیے بک کروا دیا تھا۔ ہر حال اس سال تو دو بکروں کا ہی ارادہ ہے اگلے سال دیکھی جائے گی۔“

”نہیں اس سال بکرے بھی آئیں گے اور گائے بھی آئے گی۔“ وہ ہٹ دھرمی سے بولیں۔
”کیونکہ علیہہ کی یہاں گائے آئی ہے اور دو بکرے اس لیے آپ کو چار بکرے کرنے ہیں اور علیہہ سے اچھی گائے لانی ہے۔“

جو چاہے سمجھ لیں، میں نے علیہہ سے کسی صورت کم نہیں ہونا، بڑھ کر کرنا ہے۔“ وہ ضدی لہجے میں بولیں۔ قاسم صاحب کو غصہ آگیا۔

”بڑھ کر کرنے کے بجائے علیہہ سے پہلے کیا کریں۔ آج کان کھول کر سن لیں، علیہہ کے یہاں جو ہو گا وہ میں آپ کو کچھ نہیں کر کے دوں گا اور نہ آپ کو کرنے دوں گا۔ آپ علیہہ سے رشتے میں بھی بڑی ہیں اور عمر میں بھی، آپ نے کبھی بڑا پن دکھایا۔ ہر وقت اس سے مقابلہ رکھا۔ ایک علیہہ ہی کیا آپ کا تو ہر ایک سے مقابلہ ہے اس بے جا مقابلے کی دوڑ میں

آپ کا ساتھ نہیں دے سکتا۔ میں تنگ آگیا ہوں۔“ قاسم صاحب کو غصہ تو بہت آیا لیکن تحمل سے بولے۔ ”بیگم قربانی ہم فرض سمجھ کر اور اللہ کی رضا کے لیے کرتے ہیں صرف کو فتنے کباب اور بابلی کیو کے لیے نہیں کرتے تو یہ کریں ہم تو روزانہ بھی یہ چیزیں کھا سکتے ہیں ہمیں ان لوگوں کا بھی سوچنا چاہیے جو شاید سال کے سال ہی گوشت سیر ہو کر کھاتے ہیں بس آج سے یہ مقابلے حتم۔ مقابلہ ایک اچھی چیز ہے اگر اچھی چیزوں سے کیا جائے کسی کا اخلاق دیکھ کر کسی کا دوسروں کی مدد کرنے جذبہ دیکھ کر۔ اگر علیہہ کا مقابلہ ہی کرنا ہے تو اس کا سمجھ بوجھ سے چلتا ہوا گھر دیکھ کر کرو۔ وسیم کی قسمت پر رشک آتا ہے خوب صورتی اور سلیقے سجا صاف ستھرا گھر، صحت مند اور ذہین بچے پورے خاندان میں وسیم اور علیہہ کے بچوں کی ذہانت اور بہترین تربیت کی دھوم ہے۔ کبھی آپ نے اس پر توجہ دی۔“

”تو میں کیا کروں میں بچوں کو کیسے بڑھاؤں وہ تو ایم ایس سی ہے پیکچرار ہے میں نے تو میٹرنگ بھی نہیں کیا۔“

”بچوں کی اچھی تربیت کرنے کے لیے اور گھر کو صاف ستھرا رکھنے کے لیے تعلیم یافتہ ہونا ضروری نہیں ہے آپ اپنی ساری غلطیوں کو سدھار لیں نہیں تو میں اپنے طریقے سے سدھاروں گا۔ آج سے گھر کے سارے معاملات میرے ہاتھ میں ہوں گے آپ اپنے آپ کو اس قابل بنائیں کہ لوگ آپ کی تقلید کریں۔ دوسروں کی دیکھا دیکھی کام کرنا چھوڑ دیں اگر کسی سے کنگ بڑھنا ہے تو اچھی چیز میں بڑھ کر دکھائیں۔ میں تین گائے لا سکتا ہوں لیکن نہیں لاؤں گا۔ مجھے اگر بڑھ کر کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کرنا ہے دکھاوے کے لیے نہیں اور ہاں ایک اور بات یہ آپ کی خاص سہیلی آئندہ مجھے اس گھر میں نظر نہ آئے اور نہ آپ اس سے اب کبھی کوئی قرضہ لیں گی میں آپ دونوں کی گفتگو سن چکا ہوں اور فضلہ کے توسط سے اسے وارن بھی کر چکا ہوں اب تک جو ہوا اس کے لیے میں نے

آپ کو معاف کیا لیکن آئندہ معاف نہیں کروں گا۔“
یہ سب کہہ کر قاسم صاحب باہر نکل گئے۔



اگلے دن وہ بہت پریشان تھیں بس ایک ہی حل نظر آیا کہ اس سلسلے میں علیہ سے مدد لی جائے کہ وہ اپنے جینٹھ کو سمجھائے قاسم صاحب اکثر اس کی بات مان لیتے تھے وہ دونوں بچیوں کے ساتھ چارپاچ بجے علیہ کے یہاں پہنچیں۔ وہ علیہ کے گھر کافی عرصہ بعد آئی تھیں۔ کارپوریٹ میں کھڑی تھی نئی کرولا نے انہیں چونکا یا ضرور لیکن اس وقت ان کے سر پر گائے سوار تھی۔ گھر کافی خوب صورت لگ رہا تھا لیکن بہر حال ان کے گھر سے کم سوا انہیں کافی تقویت ملی۔ علیہ سے اپنا مسئلہ بیان کیا اور کہا کہ وہ اپنے بھائی جان کو سمجھائے۔ اس بات کا انہیں پورا یقین تھا کہ علیہ ان کے حق میں ہے اعتراف کی وہ قائل نہ تھیں۔

”بھابھی آپ کو بکروں کے ساتھ اس دفعہ گائے کی قربانی کرنے کا خیال کیسے آیا۔“ علیہ نے مسکراہٹ ہونٹوں میں دبا کر بڑی تشویش سے پوچھا۔

”بس کیا بتاؤں ابھی پندرہ سولہ دن پہلے خالہ خالو (ساس سر) میرے خواب میں آئے کہ کبھی ہمارے نام کی قربانی نہیں کی ہم ہر سال انتظار کرتے ہیں۔ اس دفعہ ہمارے نام کی قربانی ضرور کرو۔“ ان کے اس معصوم سے بہانے پر علیہ نے ہونٹوں پر آنے والی مسکراہٹ بمشکل روکی۔

”بھابھی سیدھی سی بات ہے دو بکرے اور لے لیں۔“

”دراصل میں چاہ رہی تھی اس دفعہ سب کچھ شرعی طریقے سے ہو۔ دو بکرے تو ہم دونوں کی طرف سے ہو گئے گائے میں ان چاروں کا کر کے دو حصے ہاشم اور حارث کی طرف سے ہو جائیں گے اور ایک رسول پاک کے نام کا ہو جائے گا۔ ہاشم اور حارث پر بھی قربانی واجب ہے۔“ وہ بڑے مدبرانہ انداز میں بولیں۔ علیہ عیش غش کراٹھی ان کی ذہانت اور لیاقت پر۔

”پہلے تو آپ نے یہ کبھی نہیں سوچا کیا یہ بھی خواب میں خالہ خالو نے بتایا ہے۔“ فضہ حفصہ اور رانیہ (علیہ کی بیٹی) کے منہ ہنسی ضبط کرنے کوشش میں سرخ ہو رہے تھے خود علیہ کو ہنسی برداشت کرنا بے حد مشکل۔ ہو رہا تھا۔ علیہ کی جرح پر وہ تنک کر بولیں۔

”ہم نے تم سے پوچھا کہ لی لی! تم نے یہ دو بکرے اور گائے اپنے گھر کے سامنے پچھلے بیس دن سے کیوں باندھ رکھے ہیں۔ تم اس کی شرعی تقسیم کس طرح کرو گی۔“

آخر کار ملی تھیلے سے باہر آئی گئی۔

”اچھا تو یہ بات ہے۔“ قل قل کرتی ہنسی علیہ کے لبوں سے آزاد ہوئی ساتھ ہی تینوں بچیوں کی ہنسی بھی کمرے کی فضا میں پھیل گئی ان کو ہنسا دیکھ کر صفیہ بیگم پہلے تو سٹپٹائیں پھر خود بھی اس ہنسی میں شامل ہو گئیں۔ سب خوب ہنسے اور دل کھول کر ہنسے۔ فضہ اور حفصہ کو ماں کا ہنسا بہت اچھا لگا۔ وہ بہت کم ہنستی تھیں ہر وقت کسی نہ کسی تشویش میں مبتلا نہ وہ خود ہنستی تھیں اور نہ دوسروں کو ہنسنے کا موقع دیتی تھیں۔

”پہلی بات تو یہ ہے کہ میں نے گائے اور بکرے گیٹ پر نہیں پھنساوے باندھے ہوئے ہیں دوسرے بیس بائیس دن پہلے چلبٹی کے لیے نہیں بلکہ اس لیے ہیں کہ قربانی کے جانور کی خدمت کرنے کا بھی ثواب ہے دوسرے پہلے لینے سے سستے بھی مل جاتے ہیں۔“

”چلبٹی نہیں کر رہیں تو ایسے ہی ہر ایک کی زبان پر یہ ہے کہ علیہ کے یہاں اتنی اچھی گائے آئی ہے۔ اتنے اچھے بکرے آئے ہیں اور یہ کہ اس دفعہ وسیم کے یہاں بکروں کی ہی نہیں گائے کی بھی قربانی ہوگی۔“

”کس نے کہا ہے کہ ہم گائے کی قربانی کر رہے ہیں۔“

”ہائیں تو کیا تم گائے کی قربانی نہیں کر رہیں۔“

”ہائیں۔“ علیہ بولی ”بھابھی قربانی ہماری طرف سے نہیں امی ابو بھائی بھابھی باجی اور بہنوئی کی طرف

سے ہوگی۔“
 ”تو یہ گائے تم لوگوں نے نہیں لی۔“ صغیہ خوشی سے لال ہوتے چہرے کے ساتھ گویا ہو میں۔
 نہیں بھی بالکل نہیں لی۔“ علیہ شرارت سے بولی۔ ”امی ابو اس دفعہ بھائی کے پاس ہیں لندن میں، باجی بھی آپ کو پتا ہے وہیں رہتی ہیں پہلے تو ان لوگوں کی طرف سے امی ابو کے گھر ہو جانی تھی۔ چھ حصے ان لوگوں کے ہیں، ایک حصہ ہم نے تانی امی (ساس مرحومہ) کے نام سے ڈال لیا تو گائے لے آئے۔“ جسے ہی علیہ نے بات ختم کی وہ اس کے شانے سے آگئیں۔

”سچ کہہ رہی ہو؟“ وہ خوشی سے لرزتی ہوئی آواز میں بولیں ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ خوشی سے علیہ کا منہ چوم لیں لیکن یہ خوشی اور اطمینان تھوڑی دیر کا تھا ان کی سوتی دوبارہ اٹک گئی۔
 ”یہ تو تم مجھے بتا رہی ہو رشتہ داروں اور ملنے جلنے والوں کو کس طرح پتا چلے گا کہ یہ تمہاری نہیں انگلینڈ والوں کی گائے ہے۔“ علیہ مسکرا کر بولی۔

”تو ایسا کرو حفصہ بیٹی فیس بک پر ڈال دو گائے کی تصویر کے ساتھ کہ ہر خاص و عام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ یہ گائے جو چوبیس بجیں دن سے ہمارے و سیم پچا کے یہاں ہے اس کی قربانی ان کی طرف سے نہیں بلکہ علیہ چچی کے والد والدہ اور بھائی بہن کی طرف سے ہوگی جو بھی دیکھے وہ کم سے کم پانچ لوگوں کو ضرور بتائے نہ بتانے کی صورت میں نقص امن کا خدشہ ہے۔“ بچیوں کی ہنسی ایک بار پھر جلت رنگ بجا گئی۔

اگر آپ ابھی بھی مطمئن نہیں ہیں تو اس عبارت میں جو چاہیں تبدیلی کر لیں مجھے کوئی اعتراض نہیں۔“ علیہ طنزیہ لہجے میں بولی اس کا ضبط جواب دے گیا تھا۔ بھابھی اللہ کے لیے مقابلے بازی کو ختم کر دیں۔ آپ کی اس عادت نے بھائی جان بچوں اور ہم سب کو مشکل میں ڈالا ہوا ہے بلکہ سب سے زیادہ مشکل میں تو آپ خود ہیں۔ ہر وقت جوڑ توڑ میں مصروف، ہر وقت ابھی ہوئی گھر اور بچوں کو بھی پوری

توجہ نہیں دے پاتیں۔ اب اس گائے کو لے کر آپ نے تین دن سے گھر کا ماحول خراب کیا ہوا ہے اور خود بھی اذیت اٹھا رہی ہیں۔ آپ کی اس عادت کو میں نے سب کی، آپ کی گھر اور بچوں کی بھلائی کے لیے استعمال کیا۔ بخدا میری نیت نیک تھی قاسم بھائی کی خواہش تھی کہ مریم آپ (نند) کی بیٹی رملہ ان کی بہو بنے، مجھے بھی وہ بھی آپ کے گھر کے لیے بہت موزوں لگتی اچھی اور سنبھلی ہوئی ہاشم سے جوڑ بھی بنتا تھا۔“ رملہ کے لیے ہاشم کی پسند ابھی بھی وہ گول کر گئی تھی۔ ”میں نے آپ کے سامنے ذکر دیا کہ میرا رملہ کو اپنے بھانجے کے لیے لینے کا ارادہ ہے بس جی کہنے کی دیر تھی آپ نے دنوں میں معاملہ بننا کر رملہ کو ہاشم کے نام کی انگوٹھی بھی پسندی ایک ناممکن کام کتنی آسانی سے ممکن ہوا۔ آپ سب کے ساتھ ساتھ میں بھی خوش تھی۔ قاسم بھائی کی خواہش تھی کہ اوپر گھر بنوا لیں آپ راضی نہیں تھیں جس کام کے لیے آپ راضی نہ ہوں وہ آسان کہاں حالانکہ اوپر کی منزل آپ کی ضرورت بھی تھی اور آپ کے پاس وسائل بھی تھے۔ قاسم بھائی نے ایک دوبار میرے اور و سیم صاحب کے سامنے آپ کی توجہ اس طرف دلائی آپ نے اس سے زیادہ ضروری کام سامنے رکھ دیے۔ سو قاسم بھائی چپ ہو گئے۔ کچھ عرصہ بعد میں نے شو شا چھوڑا کہ میں بالائی منزل بنوا رہی ہوں اگلے دن ہی آپ نے قاسم بھائی سے فرمائش کر دی کہ ہمیں اوپر گھر بنوا کر دیں۔ ایک ماہ بعد ہی کام شروع کروادیا۔ قاسم بھائی خود میرے پاس شکریہ ادا کرنے آئے اور ہنس کر کہنے لگے کہ علیہ جب کسی کام کا ارادہ ہو تو پہلے مجھے بتادیا کرو تاکہ میں آپ کی بھابھی سے بالا ہی بالا تھوڑا ہومورک کر لوں۔ اور و سیم نے کہا ہمارا تو ارادہ نہیں ہے گھر بنوانے کا، یہ شرارت تو علیہ نے آپ کے ارادے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے کی ہے۔ یاد کریں بھابھی کتنی ہی ایسی چیزیں جو میں دیکھتی تھی کہ جو آپ کے گھر میں نہیں ہیں یا ہیں تو بہت خراب ہو چکی ہیں۔ کراکری، ٹزالی، فریچر، تو میں ذکر کر دیتی تھی کہ یہ چیز

چڑھتا گیا اب تو تمہارے بھائی کو بھی پتا چل گیا ہے بہت ناراض ہیں کہہ رہے ہیں گھر کا خرچ بھی بند کر دیں گے اور گھر کا خرچ وہ خود چلائیں گے۔ اب میں رئیسہ کو منافع کہاں سے دیوں گی اور ایک بات اور جس سے وہ قرض لے کر دیتی تھی وہ یہاں سے جا رہا ہے اس لیے اگلے ماہ اسے پوری رقم چاہیے منافع کے ساتھ۔ ایک ماہ بعد میری ایک لاکھ کی کمپنی نکلے گی۔ ایک لاکھ کا انتظام کرنا اور دو ماہ کا منافع میں کہاں سے لاؤں۔“

”بھابھی آپ نے رئیسہ کو جتنا منافع دینا تھا دے چکیں، جتنا ڈرنا تھا ڈر چکیں اب ہم اسے بلیک کریں گے کہ یہ سود پہ پیسہ چلاتی ہے اگر بقول اس کے آپ کہیں منہ دکھانے کے قابل نہیں رہیں گی تو وہ بھی کہیں منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے گی اور کسی پٹھان وغیرہ کا پیسہ نہیں یہ اس کا اپنا پیسہ ہے اب ہم اسے کوئی منافع نہیں دیں گے اب آپ سب کچھ مجھ پر چھوڑیں رئیسہ کو بھول جائیں۔ دو چار دن میں اسے دو لاکھ کی رقم دے دیں گے کچھ میرے پاس ہیں کچھ بینک سے نکلوائیں گے جب آپ کو سہولت ہو دے دیجئے گا۔“ دو لاکھ صفیہ پر شادی مرگ کی کیفیت طاری ہو گئی۔

”علمنہ یہ بہت ہو جائے گا میں اتنا بڑا احسان...“ صفیہ جملہ پورا نہ کر پائیں اور ابدیدہ ہو گئیں۔ ”بھابھی آپ کی عزت اور ذہنی سکون سے بڑھ کر کچھ نہیں رشتہ داروں کو ایک دوسرے کی طاقت ہونا چاہیے۔ کل کو اگر میں کسی مشکل میں ہوں گی تو کیا آپ میرے کام نہیں آئیں گی۔ اور آپ نے بھی میرا خیال کیا ہے اس سے پہلے مجھے ٹائی فائڈ ہو گیا تھا آپ نے ایک ڈیڑھ ماہ دونوں وقت میرے گھر کھانا بھیجا۔ میرے پاؤں میں فریکچر ہو گیا آپ ہمیں اپنے گھر لے آئیں اور ہر طرح سے میرا خیال رکھا۔“ صفیہ بیگم علمنہ کی باتیں خاموشی سے سن کر مسکرا دیں۔ علمنہ نے پھر صفیہ بیگم کو مخاطب کیا۔

”بھابھی آپ کی اجازت ہو تو باربی کیو ہم مل کر رکھ لیں آپ کے مہمان اور ہم ہمارے مہمان تقریباً ایک

لاؤں گی چند دنوں کے بعد وہ چیز آپ کے گھر میں موجود ہوتی۔ کوئی ایسی چیز جو میری ضرورت بھی ہے کرنا چاہوں تو نہیں کر سکتی۔ وسیم صاحبہ بہت عرصہ سے کہہ رہے ہیں گاڑی چلانا سیکھ لو میں سیکھ سکتی تھی۔ لیکن میں نے نہیں سیکھی کہ پھر آپ کے لیے مشکل ہو جائے گی۔ بھابھی خیر خواہی کرتے کرتے انجانے میں آپ کے ساتھ برا کر بیٹھی ہمیں نہیں معلوم تھا کہ یہ عادت جنون کی شکل اختیار کر لے گی جو چیز چاہیے تو بس چاہیے بجائے اس کے کہ اس عادت کو چھڑوانے میں آپ کے مددگار ہوتے ہم نے انجانے میں اس عادت کو اور پروان چڑھایا۔ اس کے لیے میں قصور وار ہوں اور معافی کی خواستگار بھی، چاہے میری نیت نیک تھی۔“ علمنہ کی آنکھ میں نمی در آئی۔ صفیہ جو منہ کھولے ہکا بکا علمنہ کو سن رہی تھیں چپ چاپ واپسی کے ارادے سے اٹھیں۔

”علمنہ اب تمہیں... بلکہ تم ہی کیا کسی کو بھی مجھ سے کوئی شکایت نہیں ہوگی تم نے میری آنکھیں کھول دی ہیں۔ واقعی میں غلطی پر تھی اس مقابلہ بازی میں۔ میں نے سب کچھ داؤ پر لگا دیا گھر بچوں کی صحت، بچوں کی تربیت شوہر اور بچوں کی خوشی اس جنون میں اتنی آگے بڑھ گئی کہ سود کی دلدل میں اتر گئی اور اس دلدل میں مزید دھسنے کو تیار۔ مجھے رئیسہ نے بہت پریشان کیا ہوا ہے ہر ماہ بیس ہزار منافع دینا پڑتا ہے لیٹ ہونے کی صورت میں منافع بڑھا کر دینا پڑتا ہے دو سال ہو گئے مجھے اس دلدل میں اترے، نیچے ہی نیچے جا رہی ہوں دوسروں کو نیچا دکھاتے دکھاتے خود ہی پتی ہو گئی۔ پچاس لیا تھا پھر ایک لاکھ ہوا پھر ڈیڑھ اور اب دو لاکھ ہو گیا ہے۔

مجھ سے چکنی چڑی کر کے قرض کے جال میں پھنسا دیا اب ہر وقت دھمکیاں دیتی رہتی ہے کہ منافع نہیں دیا تو جس سے پیسہ لے کر دیا ہے وہ گھر پہنچ جائے گا اور آپ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہیں گی اصل رقم کا تقاضا الگ اب بتاؤ ہر ماہ اسے منافع دوں یا اصل رقم کے لیے جمع کروں۔ منافع کی رقم کے لیے ہی قرض

ہی ہوں گے وقت کی بھی بچت ہو جائے گی اور توانائی کی بھی۔

”ماماؤ کی نہیں چار چیزوں کی بچت ہوگی ایک ایک سوٹ اور مقابلہ آرائی کی بھی۔“ رانیہ کی زبان پھسلی۔
”رانیہ! علیحدہ غصہ سے بولی۔“ بڑوں سے مذاق نہیں ہوتا۔“

”ماما تائی امی ہنستی ہوئی اچھی لگ رہی ہیں میں تو ان کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھنے کے لیے مذاق کر رہی ہوں سوری تائی امی وہ روہانسی ہو کر بولی۔

”چچی آپ نے رانیہ کو کیوں ڈانٹا وہ صحیح کہہ رہی ہے۔ ہم سب ماما کو مسکراتا ہوا اور خوش دیکھنا چاہتے ہیں عرصہ ہوا ماما تو مسکراتا ہی بھول گئی تھیں۔

آپ نے کبھی ماما کا مذاق نہیں اڑایا ہمیشہ ہماری اور ماما کی بہتری چاہی اور آج بھی آپ نے ماما سے جو کہا وہ انتہائی ضروری تھا جیسے بعض پھوڑے یا زخم کے لیے نشتر لگانا ضروری ہوتا ہے چچی میں آپ کو سیلوٹ کرتی ہوں۔“ فضلہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ جس طرح آپ نے ماما کو آج سمیٹا ہے اسے میں کبھی نہیں بھول پاؤں گی۔“ علیحدہ کی آنکھیں بھی بھیگ گئیں۔ اس نے روتی ہوئی فضلہ کو ہاتھ برہا کر اپنے ساتھ لگا لیا۔

”میں اچھی نہیں ہوں تم سب اچھے ہو جو میرے تھوڑے سے کیے کو بہت جانتے ہو اور قدر کرتے ہو۔“ فضلہ سسکیوں سے رونے لگی صفیہ بیگم بھی رونے لگیں

”سچ کہہ رہی ہے فضلہ تم بہت عظیم ہو میں ہر مقام پر تم سے مقابلہ کر کے اپنا قد برہانے کی کوشش کرتی تھی۔ یہ نہیں پتا تھا کہ ان کوششوں سے میں اور ”ہونی“ ہو گئی ہوں اتنی ہونی کہ بالکل ہی زمین سے لگ گئی۔ دوسروں کی نظر میں تو کیا عزت پائی اپنے شوہر اور بچوں کی نظر میں بھی گر گئی۔ سچ ہے، خلوص نیت سے کیا جانے والا کام عزت دلاتا ہے۔ تمہاری نیت اچھی تھی تم نے عزت و محبت پائی میری نیت میں کھوٹ تھا میں خالی ہاتھ رہی۔“ علیحدہ خاموشی سے سنتی رہی۔

کتھار سس ان کے لیے ضروری تھا چودہ پندرہ سال کی کٹھن تھی۔ دونوں اتنی محو تھیں ایک سنانے میں اور دوسری سننے میں۔ انہیں پتا بھی نہیں چلا کہ کب قاسم صاحب اور وسیم پیچھے آکر کھڑے ہو گئے۔ بچوں کو انہوں نے اشارے سے منع کر دیا۔ قاسم صاحب اور وسیم کو بچوں نے فون پر بتا دیا تھا۔ علیحدہ خود بھی رو رہی تھی اور صفیہ کو بار بار چپ بھی کروا رہی تھی روتے روتے صفیہ کی ہچکی بندھ گئی۔

”بھابھی مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں۔ اور اگر تھی بھی تو اب نہیں رہی آپ بھی سب بھول جائیں میں بھی بھول جاؤں گی اب ہم ایک دوسرے کی طاقت بنیں گے۔“

ادارہ خواتین ڈائجسٹ کی طرف سے

بہنوں کے لیے خوب صورت ناولز

| | | |
|-------|-----------------------|-------------------|
| 300/- | ساری بھول ہماری تھی | راحت جبین |
| 300/- | اوبے پروا جن | راحت جبین |
| 350/- | ایک میں اور ایک تم | تنزیلہ ریاض |
| 350/- | بڑا آدمی | نسیم سحر قریشی |
| 300/- | دیمک زدہ محبت | صائمہ اکرم چوہدری |
| 350/- | کسی راستے کی تلاش میں | میونہ خورشید علی |
| 300/- | ہستی کا آہنگ | ثمرہ بخاری |
| 300/- | دل موم کا دیا | سائرہ رضا |
| 300/- | ساڈا چڑیا دا چنبا | نفیسہ سعید |
| 500/- | ستارہ شام | آمنہ ریاض |
| 300/- | مصحف | نمرہ احمد |
| 750/- | دست کوزہ گر | فوزیہ یاسمین |
| 300/- | محبت من محرم | سمیرا حمید |

بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے

مکتبہ عمران ڈائجسٹ

37، اردو بازار، کراچی

”علینہ! آج ہمارے دل صاف ہو گئے۔“
 ”صفیہ بیگم ہم سے بھی دل صاف کر لیجئے۔“ قاسم
 صاحب اچانک سامنے آگئے دونوں خواتین بری طرح
 چونکیں قاسم صاحب اور وسیم قفقہ لگا کر ہنس پڑے۔
 ان دونوں کی ہنسی میں صفیہ، علینہ اور بچیوں کی ہنسی
 بھی شامل ہو گئی ماحول ایک دم سے خوش گوار ہو گیا۔
 علینہ کے فون کرنے پر ہاشم، حارث بھی وہیں آگئے
 علینہ کے دونوں بیٹے مولس اور انس بھی اکیڈمی سے
 گھر آگئے تھے۔ اس دوران علینہ نے رول اور کباب
 تل کیے۔ کینٹ سے بسکٹ اور نمکونال کرہلیٹوں
 میں سیٹ کی وسیم کی لائی ہوئی مٹھائی ہلیٹوں میں نکالی
 قفقہ نے اچھی سی چائے بنائی۔ حفصہ اور رانیہ نے
 مل کر ٹیبل سیٹ کی بڑے خوشگوار ماحول میں چائے پی
 گئی سب ہنس بول رہے تھے اور خوش تھے عید کے دن
 کے پروگرام بن رہے تھے دعوتوں کی باتیں ہو رہی
 تھیں۔ علینہ کی تجویز پر باربی کیوا ایک جگہ ہی طے پائی
 تھی تو صفیہ بیگم کی رائے بھی کہ بڑی دعوت بھی مل کر
 کی جائے ان کی رائے کو بخوشی مانا گیا بلکہ خوشی کا اظہار
 بھی کیا گیا وسیم خوشی سے کہنے لگے۔
 ”بھئی ہم لوگوں کی ”عید“ تو دو دن پہلے ہی ہو گئی۔“
 ”اور قربانی بھی تو“ قاسم صاحب مسکرائے۔
 ”ہیں! وہ کیسے“ وسیم حیران ہوئے۔
 ”بھئی ہماری بیگم کے“ سب سے بڑھ کر میں۔“
 کے کردار کی قربانی۔“
 ”ہاں بھئی یہ تو ہے۔ قربانی دے کر ہی انسان کچھ
 پاتا ہے۔“ صفیہ بیگم نے اعتراف کیا۔ ”قاسم صاحب
 بردائی تو صرف اللہ تعالیٰ کو ہی زیبا ہے انسان کی نجات تو
 انسان کی انسانیت میں عاجزی میں اور عفودر گزر میں
 ہے۔“ صفیہ بڑے جذب سے گویا ہوئیں۔
 ”واہ بھئی واہ! سبحان اللہ کیا اچھی بات کہی آپ نے
 اچھا بھئی وسیم اب چلتے ہیں۔“ سب ان لوگوں کو گیٹ
 تک چھوڑنے آئے۔

مل جل کر اچھی سی باربی کیو وسیم کے گھر ہو گئی۔
 بقرعید کے چوتھے دن ایک شان دار سی دعوت قاسم
 صاحب کے گھر پر ہوئی یہ دعوت بھی قاسم صاحب اور
 وسیم کی طرف سے تھی جس میں قریبی محلے دار اور
 عزیز واقارب شامل تھے۔ کھانے کے بعد بیٹھے اور
 سادے پان پیش کیے گئے۔ بہت عرصہ کے بعد سب
 عزیز واقارب مل کر بیٹھے تھے کھانے کے بعد قہوے کا
 دور چل رہا تھا سب آپس میں گپ شپ کر رہے تھے۔
 رئیسہ بھی دعوت میں شریک تھیں۔ بن بلائی ہنی سہی
 وہ میزبان کی طرف سے دعوت کے بلاوے کے
 تکلیف میں نہیں پڑتی تھیں۔ سامنے سے آتی علینہ
 کو دیکھ کر رئیسہ نے سرگوشی کی ”دیکھنا بھابھی علینہ
 نے کیسے فیشن کے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ اور آپ
 نے کیسے سادے سے آپ بھی ایسے کپڑے
 بنالیتیں۔“

”اے لو میں کیوں بنالیتی اس جیسے کپڑے“ میرا اس
 کا کیا مقابلہ میری اور اس کی عمر میں اچھا خاصا فرق ہے
 میری چھوٹی بہن جیسی ہے۔“ وہ اپنے خوب صورت
 پرنٹ کے نفیس سے سوٹ پر طائرانہ نظر ڈال کر
 بولیں۔ رئیسہ کامنہ تو کھلا کا کھلا رہ گیا۔ اس جواب پر۔
 ”میں تو آپ کی بھلائی کے لیے ہی کہہ رہی تھی۔“
 وہ کھسیا کر بولی۔

”رہنے دو میری بھلائیاں بہت کر چکیں میرا بھلا
 اب اپنی بھلائی سوچو۔“ قاسم صاحب نزدیک آئے اور
 آہستہ سے بولے۔

”آپ کو اچھے برے کی پہچان ہو گئی ہے اور واقعی
 آپ نے لوگوں کو پہچان کرنے کا ہنر سیکھ لیا ہے آج
 میں بڑے فخر سے کہہ سکتا ہوں“ آپ سے بڑھ کر
 کون۔“ صفیہ بہت دل سے مسکرائیں قریب کھڑے
 وسیم اور علینہ بھی مسکرا دیے۔

